صدارتی خطاب

میاں طفیل محمد
سابق امیر جماعتِ اسلامی پاکستان

حمد و ثناء کے بعد،

محترم امیر جماعتِ اسلامی پاکستان اور دیگر قائدین جماعت اور میرے محترم بھائیو، بزرگو، اور عزیزو، اور میری محترم بہنو اور بیٹیو!

حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے یہ انتہائی خوشی کا مقام بھی ہے اور اس پر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں، وہ کم ہے کہ مَیں اپنی زندگی میں اپنی پوری جماعت کے تقریباً تمام بھائیوں اور بہنوں اور بیٹیوں اور بیٹوں سب کو ایک جگہ اس طرح سے جمع دیکھ رہا ہوں اور ان سے چند باتیں کرنے کا موقع مل رہا ہے جس کا غالباً مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کو موقع نہیں ملا۔ وہ ۱۹۷۴ء میں منصورہ میں صرف ارکان کے ایک مختصر سے اجتماع سے مل سکے تھے۔

آج اس جگہ پر جہاں مَیں اس وقت کھڑا ہوں، یہ وہی جگہ ہے جہاں آج سے پچاس برس پہلے مارچ ۱۹۴۰ء میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کھڑے تھے اور ان کے سامنے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کا کم و بیش انتاہی بڑا اجتماع تھا۔ شیرِ بنگال مولوی اے کے فضل الحق نے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد ملک کے مطالبے پر مشتمل قرار دادِ پاکستان کا مسودہ لوگوں کے سامنے پیش کیا اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی خوبی کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں اور مختلف علاقوں سے آئے ہوئے بڑے بڑے لیڈروں اور رہنماؤں نے ان کی تائید فرمائی تھی۔

پوری مسلمان قوم کے نمائندوں اور اجتماع گاہ کے لاکھوں شرکاء نے اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ ہندوستان کے مسلمان اس سے کم آزادی کے کسی فارمولے کو قبول نہیں کر سکتے کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، وہاں مسلمانوں کی حکومت ہو۔ اور جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہو وہاں غیر مسلموں کی حکومت قائم کی جائے ۔

اس تاریخی قرارداد کے بعد قائدِ تحریکِ اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفیر قمرالدین خان صاحب کے ذریعے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ گزارش پہنچائی کہ ایک اسلامی ریاست کے حصول کا یہ جو فیصلہ کیا گیا ہے، اس کو حاصل کرنے کیلئے جس طرح کی تنظیم سے کام لیا جارہا ہے۔ اس سے یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ ملک حاصل ہو جائے، لیکن یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ اس ملک کو ایک اسلامی ریاست میں تبدیل کیا جاسکے، بلکہ مجھے تو اس بات کا بھی شبہ ہے کہ آیا ایسی تنظیم اس ملک کو بھی باقی رکھ سکے گی یا نہیں۔ اس کے جواب میں اسی وقت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ وقت بہت کم ہے، میرے لیے یہ دونوں کام ایک وقت میں کرنا ممکن نہیں ہیں ، اس لیے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اس اسلامی ریاست کے لیے کارکن تیار کریں اور مجھے ایک اسلامی ریاست حاصل کرنے کا کام کرنے دیں، چنانچہ اسی جذبے کے تحت قراردادِ پاکستان کے منظور ہونے کے چند ماہ بعد ہی جماعتِ اسلامی وجود میں آئی ۔ وہ تحریکِ پاکستان کے دوران میں اپنا کام کرتی رہی۔ اس طرح یہ دونوں کام ہوتے رہے۔ تاریخ گواہ ہے اور جماعتِ اسلامی کا لٹریچر اس بات کا گواہ ہے کہ پاکستان کی تحریک پر جتنے بھی اعتراضات دشمنوں نے کیے، انکا مؤثر جواب کسی نے اگر دیا تو وہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ ساری باتیں "ترجمان القرآن" کی فائلوں میں بھی موجود ہیں اور ان کی کتاب "تحریکِ آزادی ہند اور مسلمان" میں بھی آج تک اسی طرح سے موجود ہیں۔ اس کے مطالعے سے ہر کوئی جان سکتا ہے کہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے کانگریس کا مقابلہ کس طرح سے کیا۔ پاکستان کے قیام کے خلاف جتنے بھی اعتراضات کیے گئے، ان کا مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے کامیابی سے دفاع کیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد قائداعظمؒ جب تک زندہ رہے، وہ مولانا مودودیؒ سے یہ کام لیتے رہے کہ وہ قوم کو بتائیں کہ اسلامی ریاست کیا ہے؟ اسلامی نظام کیا ہے؟ پاکستان میں اسلامی قانون کو نافذ کرنے کیلیے کیا کیا عملی تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں ۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی ریڈیو پاکستان پر تقریباً ایک سال تک تقاریر نشر ہوتی رہی ہیں۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبے کو منوانے کے لیے باقاعدہ مہم کا آغاز کیا۔ گزشتہ ۴۲ سال میں نفاذِ اسلام کے لیے جماعتِ اسلامی کی جدوجہد پوری قوم

کے سامنے ہے۔ اخبارات کی فائلیں، جماعتِ اسلامی کی شائع کردہ روداد یں اور دیگر لٹریچر میں اس جدوجہد کی پوری تاریخ موجود ہے۔

میں اس وقت پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ یہ جماعتِ اسلامی ہی کی جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کیلیے جو کچھ کرنے کی ضرورت تھی قانونی ، آئینی اور دستوری لحاظ سے قانون سازی کیلیے جتنے بھی انتظامات کرنے کی ضرورت تھی، وہ سب کام پاکستان کی پارلیمنٹ کے ایوانوں کے اندر مکمل طور پر موجود ہیں۔ قانونی طور پر مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ کسی نئی قانون سازی کی ضرورت نہیں، کسی نئے بل کی ضرورت نہیں۔ پاکستان کے اسلامی ریاست بننے میں، شریعت کے نفاذ میں، اسلامی نظامِ تعلیم کے نافذ ہونے میں، مزدوروں کے اسلامی حقوق ، عوام کو بنیادی حقوق، عورتوں ، مردوں اور غریبوں کے حقوق ، زمینداری، سرمایہ داری، سود ، بے حیائی ، اور فحاشی کا تدارک سب کچھ دستور اور قانون کے اندر موجود ہے۔ اگر ضیاء الحق مرحوم کی حکومت اور جونیجو صاحب کی حکومت اس بات کو چاہتی تو آج پاکستان مکمل طور پر ایک اسلامی ریاست بن سکتا تھا۔ آج بھی بن سکتا ہے۔ اب پاکستان کے عوام کو اگر کوئی کام کرنا ہے، اگر کوئی انقلاب برپا کرنا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ اس حکومت کو بدلنے کا اور ایسے لوگوں کو برسرِ اقتدار لانے کا انتظام کریں جو خدا پر ایمان رکھتے ہوں، آخرت کی جوابدہی کیلئے فکر مند ہوں اور ان کو اس بات کا احساس ہو کہ ان کو مر کر خدا کے سامنے بھی پیش ہونا ہے۔ ان کے اعمال نامے تیار ہو رہے ہیں، اسی طرح سے کہ جس طرح کہ آج اس وقت آپ کے اجتماع کی ویڈیو فلم تیار ہو رہی ہے۔ بینظیر کی ویڈیو فلم بھی تیار ہو رہی ہے اور نواز شریف کی بھی تیار ہو رہی ہے، جنرل مرزا اسلم بیگ کی اور غلام اسحاق خان کی بھی فلم تیار ہو رہی ہے۔ ہر شخص کو اس بات کیلئے تیار رہنا چاہیے کہ کسی وقت بھی یہ ہو سکتا ہے کہ آج ہی رات سونے کے بعد ان میں سے کوئی کل صبح نہ اٹھے اور خدا کے سامنے پیش ہونے کا لمحہ آجائے۔ اس لیے آپ حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ "پاکستان کی منزل کیا، اسلامی انقلاب، اسلامی انقلاب"، تو یہ انقلاب لانے کا طریقہ وہی ہے جو مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا تھا، جو جماعتِ اسلامی کے دستور میں لکھا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جس طرح مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اور جماعتِ اسلامی نے محنت کر کے ایک ایک شخص ، ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کے دروازے پر دستک دے کر اس کا تعلق خدا کے ساتھ جوڑنے کی دعوت دے کر ان کو جماعتِ اسلامی کے ساتھ وابستہ کرنے کی کوشش کی ۔ اس بات کو سمجھ لیجئے کہ انقلاب نہ توپ سے آتا ہے ، نہ تلوار سے آتا ہے، نہ مال و دولت کے بل پر آتا ہے اور نہ انقلاب کے نعرے لگانے سے آتا ہے۔ انقلاب اگر آتا ہے تو انسانوں کے ذہن و دل بدلنے سے آتا ہے۔ انسان کے